اَحوالِ دل

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین سلطان العارفین حضرت

شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad

B.Tech. Computer Science

H.No. 19-1-436/A/88

Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad, 64

اَحوالِ دل

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین سلطان العارفین حضرت

شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بہ اہتمام
Md. Abdullah Asad
B.Tech. Computer Science
H.No. 19-1-436/A/88
Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : اَحوالِ دل

مولف : حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صفحات : ۴۸

تعداد : ایک ہزار

سنہ اشاعت : اکتوبر ۲۰۰۷ء-محرم ۱۴۲۸ھ

کتابت : شکیل کمپیوزنگ سنٹر

متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

فونس: 9391110835, 9346338145

طباعت : عائش آفسیٹ پرنٹرس

متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

فونس: 9391110835, 9346338145

ای میل: e-mail: aishoffset@yahoo.co.in

قیمت : دس روپئے Rs.10/-

ملنے کا پتہ : مسجد صراط مستقیم عنبر پیٹ

بہ اہتمام

Md. Abdullah Asad

B.Tech. Computer Science

H.No. 19-1-436/A/88

Osman Bagh, Bahadur Pura Hyderabad. 64

فہرست

شمار	عناوین	صفحہ
❖	پیش لفظ	۴
❖	خطبہ	۶
۱	قلب: قلب کی وجہ تسمیہ	۸
۲	دل کیا ہے، اصل دل	۱۰
۳	دل کی عمومی تعبیرات	۱۱
۴	دل کی مرکزیت، ممیزات	۱۲
۵	افراطِ شہوت وغضب	۱۳
۶	آثار شہوت، نتائج غضب، اثر شیطانیت، غصہ کو پابہ زنجیر، شہوت کی حد بندی کے ثمر	۱۴
۷	دل کا مقام ومرتبہ: مثال اول ودوم	۱۵
۸	مثال سوم، دل کے جاسوس	۱۶
۹	دل کی حالتیں عمل سے پہلے، خاطر کی وجہ تسمیہ	۱۷
۱۰	کس سے کسکو قوت ملتی ہے، دو خطرے، تین خطرے	۱۸
۱۱	دل	۲۱
۱۲	جو دل مقبول نہیں	۲۲
۱۳	قول یحییٰ بن معاذؒ دل کے بارے میں	۲۳
۱۴	ارشاد ایک عارف کا، اہل معرفت کے دل، غافل اور کاہل دل کو خطرہ	۲۴
۱۵	دل کو اغیار سے خالی کرو، حقیقتاً آباد دل کون	۲۵
۱۶	اہل قلب کون؟، غذائے دل	۲۶
۱۷	چند آیات الٰہیہ متعلقہ بہ دل	۲۸
۱۸	قلب کے لشکر، قلب کے خادم	۳۳
۱۹	روایت نعمان	۳۴
۲۰	خواہشات	۳۵
۲۱	خصوصیات قلب، قلب کی قسمیں	۳۶
۲۲	یہی حال قلب کا ہے	۳۹
۲۳	آئینۂ دل	۴۲

پیشِ لفظ

انسان کا اندرون بہت سے انعاماتِ الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ ان زبردست عطاؤں میں سے ہر شئے عجیب بھی ہے اور عظیم بھی اُن میں دِل اللہ کی پیدا کردہ چیزوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں اللہ کی معرفت اور پہچان کی استعداد پائی جاتی ہے یہی معرفتِ الٰہیہ انسان کے لئے باعث سعادت و نجات اور سبب حصول کمالات ہے اسی دل کو اہل دِل حضرات نے آئینۂ حق قرار دیا ہے۔ اہل اللہ نے بتایا ہے کہ حقیقی اطاعت قلب کا عمل ہے، اعضاء کی عبادت اسی عمل کا مظہر ہے۔ معصیت اور نافرمانی بھی قلب کا فعل ہے۔ اعضاء کی سرکشی اور نافرمانیوں کا ارتکاب بھی اسی دل کا عمل ہے اور نیت کا تعلق بھی قلب ہی سے ہے جیسی نیت ہوگی ویسا ہی نیت کے نتیجے کا ظہور میں آتے ہیں۔ اچھی نیت پر اچھے عمل اور اچھے عمل پر اچھے نتیجہ ظہور میں آتے ہیں۔

قلب دو معنوں پر بولا جاتا ہے ایک وہ ہے جو سینہ میں بائیں حصہ میں جانب بغل ہے صنوبری شکل کا ہے اُلٹا لٹک رہا ہے اس کے درمیان میں خلاء اور اس میں کالا خون ہے یہ منبع روح اور سرچشمۂ حیات ہے روح حیوانی کا منبع اور روح انسانی کا منبع ہے۔ طبیب اور حکیم حضرات اس لوتھڑے اور اس کی کیفیات کو اپنا موضوع گفتگو بناتے ہیں وہ ہماری گفتگو اور بیان ظاہر دل کی یہ تفصیلات ہمارا موضوع گفتگو ہیں۔ وہ تو عالم محسوس سے متعلق ہے۔ انسانوں میں ہی نہیں جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ زندوں ہی میں نہیں مردہ جسموں میں بھی وہ گوشت کا لوتھڑا پایا جاتا ہے۔ سب ہی اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

یہاں جس قلب کی بات اور دل کی تفصیلات مطلوب ہیں۔ وہ قلب ہے جس کو ہم اس دِل اور دِل کی اصل روح کہہ سکتے ہیں وہ ایک روحانی لطیفہ ہے اور ربانی لطیفہ مدرسہ ہے جس کا تعلق مذکورہ دل سے ہے۔ اوصاف کو موصوف سے اور مکان کو مکین سے جیسا تعلق ہوتا ہے اسی طرح ظاہری دل اور لطیف ربّانی میں وہی مناسبت و تعلق ہے۔ علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن وحدیث میں جہاں جہاں لفظ قلب آیا ہے وہاں اس سے اشیاء کی حقیقت کا ادراک کرنے والی قوت مراد لی ہے۔ اسی طرح بری نیت پر برے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں تو عمل کی مرکزی حیثیت دِل ہے۔

اہل اللہ اِس دِل کی صفائی اور تصفیہ قلب پر جتنی توجہ دیتے ہیں وہ کسی بھی صاحب علم سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے آج ہم اس قلب کے معنیٰ ومفاہیم اور اس کے احوال ومقامات اور افعال واوصاف اور دل کی صفات اور حقیقت بیان کریں گے۔ اگلے صفحات میں ہم یہ کوشش کریں گے کہ قلب کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی قوتیں کیا ہیں اور افعال کیا ہیں؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اور احوال کیا؟ اس کی اقسام کیا ہیں اور احکام کیا؟ خدا کرے کہ یہ تفصیل خوب کھل کر سامنے آجائے۔

اس چھوٹی سی کتاب میں دِل کے موضوع پر تفصیلی اعتبارات پیش کئے گئے ہیں۔ دیکھنا ہے ہم اپنے انفس کی کس حد تک سیر کر سکتے ہیں۔ فی الحال اسی پر اکتفا باقی آئندہ۔

شاہ کمال الرحمٰن قاسمی
مولف

خطبه

اَلحَمدُ للهِ عَلَى الذَّاتِ عَظِيمِ الصِّفاتِ سمى السَّماتِ كَبِيرِ الشَّانِ جَلِيلِ القَدرِ رَفِيْعِ الذِّكرِ مُطَاعِ الاَمرِ جلى البُرهَانِ فخيم الاِسمِ عَزِيزِ الحِلمِ وَسِيعِ الحِلمِ كثِيرِ الغُفرَان. جَمِيل الثَّنَاءِ جزِيلِ العَطَاءِ مُجِيبِ الدُّعاءِ عَمِيمِ الاحسَانِ نَحمَدُهٗ حَمدًا وَنَشكُرُهٗ شُكرًا فِى السِّرِّ وَالاعلانِو. وَنشهَدُ اَن لَّا الٰهَ اِلَّا الله وَحدَهٗ لَاشَرِيکَ لَهٗ شَهَادَةَ من شَهدها فَازبالجَنَان وَنَشهَدُ اَنَّ سَيدِنَا وَنَبِينَا وَشَفِيْعِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدًا عبدُهٗ ورسُولُه الَّذِىْ هُو نُورُالعٰلَمِينَ وَسَيدِ الاكوَانِ صلى اللهُ عَلَيهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وصحبِهٖ صلٰوةً وَّسلامًا دَائمَينِ مُتَلَازِمَينِ مادَارتِ القَمرَان وسلم تسليمًا كثيرًا الٰى يومِ تقيم فِيهِ الميزان.

امابعد! اعوذ بالله من الشَيطانِ الرجيم – بسم الله الرحمن الرحيم – من اتَّبَعَ الشَّريعَةَ وَادى فَرَائضَهَا وَسُنَّتِهَا وَتطوعَاتهَا ايمَانًا وَّاحتِسَابًا يتقرب الَى اللهِ بها يَتَقَبَّلَ اللهُ منه وَيَتَّخِذَهٗ وَلِيًّا هٰذا

هو حقيقة الولاية .

وَاَمَّا صُدُور الكَرَامَاتِ مِنَ الاَوْلِيَاء فَهُوَحَق عنْدَ اَهْلَ السُّنَّـةِ والـجـماعةِ. وَاعلَمُو ان التطوعاتِ هِى المكملات قال اللّٰهُ تَعَالٰى فِـى كِتَـابِهٖ اعوذ با لله مـن الشيـطـانِ الـرَّجيمِ – بسم اللّٰهِ الرحمٰن الرحيم يَوْمَ لَايَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُوْن اِلَّامَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ.

وَيَـا اَيُّهَـا اَخْلَاق قَـالَ الـنَّبِىُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلَا اِنَّ فِى الْـجَسَدِ مُضْغَة اِذَا صلحت صلَح الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَد كُلّه اِلَّا وَهِى القَلْب اَوْكما قَالَ عَلَيْهِ السَّلام.

بَـارَكَ اللّٰهُ لَـنَـا وَلَـكُـمْ فِـى الْـقُـرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّـهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ رَحِيْمٌ وَّرَبٌّ حَلِيْمٌ.

قلب

قلب کے لفظی معنیٰ اُلٹنے پلٹنے کے ہیں یعنی منقلب ہوتے رہنا اور بدلتے رہنا۔

قلب کے معنی اُلٹنا پلٹنا ہیں۔ علم تشریح الاعضاء میں قلب صنوبری شکل کے اس گوشت کے لوتھڑے کو کہتے ہیں جو انسان کے سینے کے بائیں پہلو میں ہے کیونکہ یہ دوران خون کا آلہ ہے اور ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اس لئے قلب کے نام سے موسوم ہوا۔

قلب کی وجہ تسمیہ:

سمی القلب قلباً لتقلبه فی الامور وخص القلب بذالک لانه امیر البدن بصلاح الامیر تصلح الرعیة وبفساد لامیر تفسد الرعیة وفیه تنبیه علی تعظیم قدر القلب والحث لصلاحه (فتح الباری)

قلب کا نام قلب اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ منقلب فی الامور ہوتا ہے اور اس کے نام کے ساتھ قلب کو خاص کیا گیا کیونکہ قلب امیر البدن ہے امیر کی

اصلاح سے رعایا کی اصلاح ہوتی ہے اور اس کے فساد سے رعایا کا فساد ہوتا ہے۔

اور ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اصلاح قلب کا بڑا عظیم الشان ثبوت ہے۔

یہاں قلب سے عقل مراد ہے سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ یعنی عنقریب کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا۔ (ال عمران ۱۵) اور اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ وہ لوگ کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز اُٹھتے ہیں۔ (حج ۴۳) وَیَجْعَلَ اللّٰہُ ذَالِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں حسرت بنادے وغیرہ آیات ہیں۔

قلب سے مراد وجدان ہے کہ ہیبت، خوف اور حسرت وغیرہ شعور و جدانی ہیں کبھی دونوں معانی میں ایک ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا۔ ان کے پاس دل ہیں جس سے وہ سمجھتے نہیں (آیت مذکورہ)

اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ فقط مطلق سمجھ کر نہیں کہتے بلکہ اس سمجھ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ضمیر کی پکار بھی ہو جو عمل پر آمادہ کرے اور جہاں کہیں خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے) اور عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا (یا دلوں پر تالے لگ گئے ہیں) جیسی تعبیرات استعمال کی گئی ہیں تو وہاں یہی جامع معنیٰ مراد ہیں یعنی ان کے حواس اور مشاعر معطل ہو گئے ہیں اور ان کے وجدان و ضمیر کی روشنی بجھ گئی ہے قلب کو وجدان حسی معنوی کے معنیٰ میں استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان خوف و ہیبت اور

لذت و مسرت کے وقت دل میں انقباض و انشراح محسوس کرتا ہے بلکہ بعض اوقات شدتِ غم اور وفور حسرت میں قلب حرکت بند ہو جاتی ہے اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وابصہ ؓ کے جواب میں فرمایا۔ استفت قلبک البر ما اطمانت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ماحاک فی النفس و تردد فی الصدر ۔ اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس پر تمہاری طبعیت ٹکے اور دل مطمئن ہو اور بدی وہ ہے جو طبیعت میں کھٹکے اور سینے میں الجھے پھر ان ہی معنیٰ میں مزید وسعت پیدا ہوگئی اور قلب کا استعمال اس عقلی ادراک کے لئے کیا جو نفس انسانی میں مؤثر ہو۔

دل کیا ہے

جسمانی اور طبّی اعتبار سے بدن میں صنوبری شکل کے گوشت کے اس لوتھڑے کو دل کہتے ہیں جو سینے میں بائیں پہلو میں ہوتا ہے اور دوران خون کا مرکز ہے۔

ہر وقت حرکت میں رہنے اور احوال و کیفیات کے منقلب ہوتے رہنے اور آثار کے تبدیل ہوتے رہنے کی وجہ سے اسے قلب یعنی دل کہا جاتا ہے۔

اصل دل

نفسیاتی اور ادبی زبان میں حواس کے جمع شدہ معلومات کو ترتیب دے کر نتائج نکالنے والے اور موزوں وغیر موزوں احساسات کا ادراک کرنے والے اور اس کے آثار سے متاثر ہونے والے لطیفۂ روحانی کو دل کہتے ہیں۔ حقائق

کی دنیا میں علم الٰہی کے نزول کے محل کو قلب کہتے ہیں۔

دل کی عمومی تعبیرات

عقل وجدان اور ضمیر کے مختلف الفاظ سے بھی دل کے مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔

خود قرآن مجید میں ان مختلف معانی کا ثبوت ملتا ہے۔

سورۂ حج کی آیت میں کافروں کے بارے میں ذکر کیا۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْ فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لَاتَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ۔ عبرت حاصل کرنے کے لئے کافر زمین میں چلتے پھرتے نہیں کہ ان کے پاس دل ہوتے ہیں جن سے وہ سمجھتے، کان ہوتے جن سے وہ سنتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں رہنے والے دل اندھے ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔ یَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰالِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ (تا کہ ان کے دلوں میں حسرت بنا دے) ان آیات میں سے پہلی آیت میں عقل کے معنیٰ ہیں اور دوسری آیت میں وجدان کا مفہوم ہے۔ کیونکہ خوف وحسرت وغیرہ وجدانی شعور سے متعلق ہوتے ہیں اس طرح قلب کے معنی صرف عقل ادراک کے نہ رہے بلکہ نفس انسانی میں مؤثر ہونے والے ادراک کو دل کہا جانے لگا۔

گویا جذبات، احساسات، افکار وخیالات اور اثر انگیز تصورات، وتصدیقات کے لئے مرکزی حیثیت رکھنے والے لطیفے کو دل کہتے ہیں جسے لطیف معنیٰ کی

حیثیت سے دل کا دل کہیں تو شائد بے جا نہ ہوگا۔

دل کی مرکزیت

انسان اوصاف اربعہ سے مرکب ہے۔

(۱) وصف سبعی۔ (۲) وصف بہیمی۔

(۳) وصف شیطانی۔ (۴) وصف ربانی۔

ممیّزات:- آدمی جب غصہ میں آپے سے باہر اور غضب سے مغلوب ہوتا ہے تو وصف سبعی اُبھرتا ہے اور آدمی درندہ پن پر اُتر آتا ہے اور درندہ جیسے افعال صادر ہونا شروع ہوتے ہیں جیسے عداوت، بغض، لڑنا، چیرنا پھاڑنا وغیرہ۔

اور جب شہوت کا تسلط ہوتا ہے اور خواہش نفس میں افراط واقع ہوتا ہے تو اس سے حیوانوں اور جانوروں کے جیسے کاموں میں ملوث ہو جاتا ہے اور حرص وہوس، طمع اور حسد جیسے اوصاف ذمیمہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

اور اگر مکر وفریب اور دغا دھوکہ دے اور غرض فاسد اور مقصد کاسد ہو اور مطمح نظر شرارت ہو اور مختلف حیلوں اور تدبیروں سے شر ہی کو غالب رکھنے کی کوشش ہے تو یہ وصف شیطانی ہے۔

اور اگر ان تمام ذمائم اور بُرے افعال سے دور اور اچھے اوصاف سے متصف ہو کر ہر چیز کا برمحل اور معتدل استعمال کرے اور سبعیت و بہیمیت اور شیطانیت سے نکل کر انسانیت و شرافت کی راہ پر چلے تو یہ وصف ربانی اور ربانیت ہے۔!

چونکہ ان تمام اوصاف اربعہ کا مجموعہ دل ہے اس لئے اس کا بننا پورے بدن کی درستگی ہے اور اس کا بگڑنا تمام بدن کا بگڑنا ہے اس لئے فرمایا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا و هی القلب۔

یعنی آگاہ ہو جاؤ بلاشبہ بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہتا ہے تو پورا بدن درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا بدن بگڑ جاتا ہے۔

افراط شہوت وغضب

افراط شہوت خنزیر پن ہے افراط غضب کتا پن ہے ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف اُکسانا شیطانیت ہے اور اگر شہوت وغضب کا استعمال برمحل اور تحتِ امر حکیم مطلق ہو تو یہ حکمتِ مبالغہ ہے اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ انسان میں خنزیر، کُتا، اور شیطان اور قوت عقلیہ وحکیم جمع ہیں۔

اب چونکہ یہ شہوت وغضب قدرت کی طرف سے اندرون انسان ودیعت ہیں اور ان کا تعلق دل سے ہے اس لئے اگر ان کا صحیح استعمال ہوا تو قلب درست رہتا ہے ورنہ بگڑ جاتا ہے۔

جس دل کے بننے بگڑنے پر جسد انسانی کے بننے، بگڑنے کا دار و مدار ہے اس لئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا و هی القلب

آثارِ شہوت

اگر کوئی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالے اور شہوت کی اطاعت کرے تو بے حیائی ، بیہودگی ، حرص و ہوس اور خوشامد حسد وغیرہ اوصاف رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔

نتائج غضب

اگر غصّہ میں کُتے کی فرمانبرداری کی گئی تو تہوّر ، تعلّی ، کبر ، خود پسندی ، استہزاء ، تحقیر ، تذلیل ، گالی گلوج ، ایذا رسانی اور ظلم جیسے بُرے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

اثر شیطانیت

اگر شیطان کے پنجہ میں محبوس ہو جائے تو مذکورہ برائیوں کے ساتھ ساتھ مکر و فریب ، حیلہ جوئی ، دغا بازی ، تلبیس ، خیانت ، دناءت ، فحش کلامی جیسے بُرے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

اگر غصہ کو پابہ زنجیر کریں

اگر غصّہ کو پابہ زنجیر کریں تو آدمی بنتا ہے اور شجاعت ، عظمت ، کرم ، ضبطِ نفس ، صبر و حلم ، عفو ، ثبات قدمی اور شرافت جیسے اوصاف حمیدہ کا حامل بنتا چلا جاتا ہے۔

شہوت کی حد بندی کے ثمر

اگر شہوت کو حدود میں مقید رکھیں تو عفت و قناعت ، زہد ، ورع ، تقویٰ ،

انبساط، حسنِ سیرت اور انوار ظاہر ہوتے ہیں۔

ان اہم اُمور مذکورہ کے پیش نظر محققین بتاتے ہیں کہ شہوت و غضب قلب کے دو خادم ہیں۔ اور فرمانبردار بھی ہیں اور عصیاں شعار بھی اگر فرمانبردار ہوں تو قلب کے لئے نجات ہے اور اگر بغاوت کر جائیں تو ہلاکت ہے۔

چونکہ ان دونوں خدام کا مرکز قلب ہے اسلئے اگر وہ اپنی قوت قلبیہ، عقلیہ اور زور حکمت سے اس خدام کو برمحل استعمال کر سکے تو ٹھیک رہے گا ورنہ دل بگڑ جائیگا جس کے بننے اور بگڑنے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے بدن کا بننا بگڑنا فرمایا ہے۔

دل کا مقام و مرتبہ

مثال اوّل: - دل بادشاہ ہے پورا بدن اس کی مملکت ہے عقل اس کا وزیر و مشیر ہے اور اعضاء و جوارح کی حیثیت عمل کی ہے اس بدن میں غصہ کی حیثیت باڈی گارڈ کی ہے اور شہوت اس کا ملازم ہے۔ اور اس کے ذمہ عملے کو غذا کی فراہمی اور ضروریات کی تکمیل ہے اگر وہ دردمند اپنے مشیر کی خلاف ورزی کر کے مکر و فریب سے کام لیتا ہے اگر ایسے وقت محافظ غضب سے اس کی تادیب نہ کریں تو ساری حکومت بدنظمی کا شکار ہو کر تباہی کے گڑھے میں اُتر جائے گی۔

مثال دوّم: دل بادشاہ ہے بدن شہر ہے عقل حاکم اور ظاہری و باطنی اعضاء اس کے اعوان و انصار ہیں مگر شہوت و غضب حاکم کی مخالفت کر کے خود ہی حاکم

بننا چاہتے ہیں اس کشمکش میں شہوت وغضب اگر مغلوب ہو جائیں تو حاکم و سپاہی اور مددگار بھی بچیں گے شہر بھی محفوظ رہے گا اور بادشاہ بھی پر سکون ہوگا وگرنہ اگر بادشاہ بے سکون ہو کر ختم ہو جائے تو پھر نہ حاکم باقی رہے گا اور نہ اعوان۔

مثال سوّم:۔ عقل ایک ایسا سوار ہے جو برائے شکار جارہا ہو۔ اب اگر شاہ دل کے خصوصی مددگار شہوت وغضب اپنا کام صحیح کریں یعنی شہوت جس پر بیٹھ کر شکار کے لئے جانا ہے غضب ایک کُتا ہے جس کے ذریعہ شکار پکڑنا ہے اب اگر کلبِ غضب کی تعلیم ہوئی اور شہوت کا گھوڑا بھی تربیت یافتہ ہوا اور غضب کا کُتا بھی سدھایا ہوا ہو تو پھر عقل بادشاہ کے لئے بہت کچھ کرسکتی ہے اور اگر یہ سب بادشاہ دل کے قابو میں نہ رہے تو پھر دل سے لے کر اعضاء و جوارح تک سبھی کے لئے بربادی ہے۔

اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دل درست ہے تو سب درست ہے اور اگر دل بگڑ جاتا ہے تو سب بگڑ جاتا ہے۔

دل کے جاسوس

یہ جاسوس دو طرح کے ہیں۔

(۱) ظاہری (۲) باطنی۔ ان میں بعض وہ ہیں جو اعضائے ظاہری کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔ یہ (۱) سمع (۲) بصر، شم، ذوق، لمس ہیں اور دوسرے اندرونی جاسوس خیال، حافظہ، ذکر، فکرِ حسِ مشترک، ان تمام جاسوسوں کا مسکن

دماغ ہے۔ سننا، دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، چھونا، یہ وہ خدام ہیں جو اشیاء کی حقیقتوں کا ادراک کرتے ہیں اگر گوشت پوست ہڈی، چربی وغیرہ یہ ان کے آلات و اسباب ہیں اور ظاہری خادم بھی۔

یہ باطنی خدام اصل میں ادراک کرنے والی قوتیں ہیں اگر دل نے ان جاسوسوں کو بہتر بنایا اور اپنے کنٹرول میں رکھ کر ہر ایک کو اس کا جائز حق دیتا رہا تو باعثِ نجات ہے ورنہ باعثِ عذاب ہے۔ دل نے اگر ان جاسوسوں سے قوت عقلیہ کے ذریعہ صحیح کام نہ لیا تو بادشاہ دل اور اس کی مملکت ہلاکت سے دوچار ہوگی جس طرح حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔

دل کی حالتیں عمل سے پہلے

کسی کام کے لئے سب سے پہلے جو چیز دل پر وارد ہوتی ہے اسے خاطر کہتے ہیں یہ خاطر اوّل کے بعد طبیعت میں ہیجان اور شہوت کو تحریک ہوتی ہے تو رغبت ہوتی ہے اس خاطرِ دوّم کو میلان کہا جاتا ہے۔ جب اس رغبت کو پورا کرنے کی طرف دل مثبت قدم اُٹھاتا ہے تو اس کو خاطرِ سوّم اور اعتقاد کہا جاتا ہے۔ خاطرِ سوّم کے بعد کام کرنے کے لئے عزم ہو جاتا ہے اسے قصد، نیت کہتے ہیں یہ خاطر چہارم ہے۔

خاطر کی وجہ تسمیہ

خاطر کو خاطر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ دل پر طاری ہوتے ہیں ان ہی خواطر سے دل کو تحریک ملتی ہے اس لئے کہ کسی خیال کے دل میں گزرنے

کے بعد ہی نیت، ارادہ عزم پائے جاتے ہیں۔

کس سے کس کو قوّت ملتی ہے

افعال کی ابتداء خاطر سے ہوتی ہے پھر خاطر سے رغبت سے نیت وعزم کو تقویت وتحریک ملتی ہے اور پھر عمل کا صدور ہوتا ہے۔

دو خطرے

ایک وہ خطرہ جو عاقبت کے لئے مفید ہو۔ دوسرا وہ خطرہ جو عاقبت کے لئے مضر ہو اس میں جو محمودِ خاطر ہے اسے عرفاً الہام کہتے ہیں اور جو مذموم خاطر ہے اسے عرفاً وسوسہ کہتے ہیں۔

تین خطرے

ایک تشریح یہ ہے کہ خواطر تین قسم کے ہیں ایک وہ جو یقینی طور پر خیر کے داعی ہوں، دوسرے وہ جو یقینی طور پر شر کے داعی ہوں، تیسرے وہ جو الہام اور وسوسہ کے درمیان ہے جس میں باوثوق طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ فرشتے کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اور یہ تذبذب اس وقت اور بھی قوی ہوجاتا ہے جب شر خیر کی صورت میں ہو اسی قدر خطرناک اور نازک تر ہوجاتا ہے عامی تو عامی خصوصی علم وفضل رکھنے والے بھی اس کے فریب کا شکار ہوجاتے ہیں ان تمام تفصیلات کے ساتھ ساتھ امام غزالیؒ نے ایک اور مثال دی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان عالم کو اس کا عالم ہونا سمجھاتا ہے پھر قوم کی حالت زار سناتا ہے پھر اصلاحِ قوم پر اُکساتا ہے پھر اس کے منصب کا پاس ولحاظ کراتا

ہے پھر وضع قطع لباس وخوش وضعی تحسین و تجمل اور انداز گفتگو ناز و نیاز کے ریاکارانہ روپ پر اُبھارتا ہے پھر عجب خود پسندی اور خود فریبی میں مبتلا کرتا ہے پھر اپنی جاہ و مقبولیت کے لئے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرانے میں مصروف ہو جاتا ہے آخرش تباہی کے غار میں دھکیل کر دم لیتا ہے۔ یہ نازک تر خاطر ہے اس موقع پر چاہئے کہ آدمی اپنی حقیقت کو ہمیشہ مستحضر رکھے صحیح علم اور اس پر اخلاص والے عمل کے لئے دعا مانگتا رہے۔

اس موقع پر خواطر اربعہ جن کا ذکر ہم نے کیا ہے ان کے احکام بھی سن لیجئے تاکہ انشراح بھی ہو جائے اور کچھ ذہنی شبہات کا ازالہ بھی۔

خاطرِ اوّل اور خاطرِ دوّم یعنی حدیث النفس اور میلانی طبع غیر اختیاری ہیں ان پر گرفت نہیں جیسا کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی روایت اس سلسلہ میں دلیل بن سکتی ہے اس روایت میں ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں بیوی کو طلاق دے دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو نکاح میری سنّت ہے انھوں نے کہا کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اپنے کو خصی کرلوں، فرمایا ایسا نہ کرو میری اُمّت میں خصی ہونا ہمیشہ روزہ رہنا ہے انھوں نے عرض کیا میرا دل یہ کہتا ہے کہ تارک الدنیا راہب بن جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو میری اُمت میں رہنا رہبانیت میں جہاد اور حج ہے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ گوشت چھوڑ دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو گوشت مجھے مرغوب ہے مل جاتا ہے تو کھالیتا ہوں، اگر میں اللہ سے درخواست کروں تو وہ مجھے کھلا دے گا۔ یہ وہ

خواطر ہیں جن پر عمل نہیں ہوا تھا صرف حدیث النفس اور میلان طبعی کے درجہ میں تھے اس لئے مواخذہ نہیں۔ مضمون کی اہمیت کے پیش نظر بضمن خطرات چند اشارات بہ تکرار۔

خواطرِ دل کی کچھ صورتیں ذکر کرتے ہیں جن کو اس وقت اتنا اجمالاً سمجھ لیجئے کہ خطرات کی چار صورتیں (۱) خطرۂ نفسانی (۲) خطرۂ شیطانی (۳) خطرۂ ملکی (۴) خطرۂ رحمانی۔ اور اس وقت خطرۂ نفس وشیطان اور خطرۂ ملک ورحمٰن کے درمیان امتیاز و پہچان کے لئے اتنا یاد رکھئے کہ اگر خطرہ خیر کی طرف دعوت دے رہا ہے تو یہ داعی فرشتہ ہے اور اگر یہ خیر اتنا قوی ہے کہ محکم اور واقع ہو جائے تو خطرۂ رحمانی ہے اگر خطرہ شر کی طرف بلا رہا ہے تو یہ خطرہ داعی شر نفس و شیطان ہے، اگر ایک ہی بُرے کام کو بہ اصرار پورا کرانا چاہتا ہے تو یہ خطرۂ نفسانی ہے اور ایک بُرے کام کی طرف دعوت دے اور یہ شخص نہ مانے تو دوسرے شر میں یا پھر تیسری برائی میں اس طرح کسی نہ کسی صورت میں ملوث کرے تو یہ وسوسۂ شیطانی ہے اس لئے شرعاً وسوسہ شیطان کے انسان کو ورغلانے، بہکانے اور نیکی سے ہٹانے اور بدی پر اُبھارنے ہی سے عبارت ہے۔ حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے دل کو اپنی آماجگاہ بناتا ہے اور ابن آدم کے خون میں سرائیت کرتا اور برائی پر برانگیختہ کرتا ہے اس لئے وساوسِ نفس وشیطان سے خدا کی پناہ مانگنے کا ذکر بکثرت قرآن وحدیث میں آیا ہے۔

بہرحال اصل صاحب دل وہ ہے جو خیر ہی کو اپنائے اور نفس وشیطان کو مغلوب کر دے۔ یہی توفیق الٰہی ہے۔

دل

مسجد کوثر گیارہ ستمبر ۱۹۷۸ء یکشنبہ بعد نماز فجر حضرتؒ کا بیان کردہ اور تحریر کردہ مضمون پیش قارئین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔

ان فی جسد ابن ادم مصغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب ۔ بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ اچھا رہتا ہے تو تمام بدن اچھا رہتا ہے جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے جسم کا بناؤ بگاڑ اسی دل پر ہے سارے اعضاء و جوارح اسی سے مربوط ہیں سر کے بالوں کو خون اسی سے پہنچ رہا ہے اور ان کی حیات اسی خون سے ہے پیر کے ناخن کو خون اسی دل سے پہنچ رہا ہے۔ حیات کا ذریعہ بن رہا ہے۔ دماغ کی حیات اسی دل کی حرکت سے ہے، ہاتھوں کو اسی دل سے حرکت مل رہی ہے پیروں کو اسی دل سے طاقت مل رہی ہے۔ آنکھوں میں روشنی اسی دل سے آرہی ہے کانوں میں آواز اسی دل سے آرہی ہے تمام جسمانی بیماریوں کا تعلق اسی دل کی حرکت اور دل کے خون سے ہے۔ جسم کا ذرہ ذرہ اسی دل کی حرکت سے زندہ ہے دل خاموش ہوجائے تو پورا جسم خاموش ہوجاتا ہے بلکہ موت اسی کا نام ہے حرکتِ دل میں فرق آیا تو تمام جسمانی اعضاء میں فرق آیا اور سارا جسمانی نظام درہم برہم ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس طرح ظاہری حالت سے متعلق ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ باطنی حالت سے متعلق ہے۔

یہی دل ایمان و یقین کا معدن ہے اللہ کی محبت کا مخزن ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا منبع ہے دل اچھا ہے تو اس میں ایمان بھی ہے یقین بھی ہے توحید بھی ہے استقامت بھی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہے دل اچھا ہے تو صوم و صلوٰۃ آسان، حج و زکوٰۃ آسان، جہاد آسان، قربانی آسان، جان و مال کا لٹانا اور اپنے کو مٹانا آسان، صالحیت و شہادت آسان، صدیقیت و تصدیق نبوّت آسان۔

دل اچھا ہو تو آنکھوں اور کانوں سے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے، ہاتھ و زبان سے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے دل اچھا ہو تو کھانا پینا، پہننا اوڑھنا تجارت و ملازمت کاروبار معاملات غرض زندگی کا ہر شعبہ اچھا ہو جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے اور صالحیت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

اور جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس کی خرابی کے نتائج بھی سنیئے۔ دل کی خرابی کا نتیجہ کفر و شرک ہے دل کی خرابی کا نتیجہ فسق و فجور ہے، دل کی خرابی کا نتیجہ حرام خوری اور سنیما بینی ہے، دل کی خرابی کا نتیجہ معصیت ہے۔

الغرض دل کی خرابی سے ہر معصیت کا ظہور ہوتا ہے اور دل کی بھلائی سے ہر خیر کا ظہور ہوتا ہے۔ دل کی بھلائی پوری زندگی کی بھلائی ہے۔ الحمد للہ۔

جو دل مقبول نہیں

دل دنیا میں مشغول ہونے سے عطاء الٰہی سے محروم کردیئے گئے۔!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے چند زاہد و عابد لوگوں پر گزر

ہوا ان لوگوں کے گالوں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ ان بندوں پر رحم فرما اور ان کو تسلّی عطا فرما، جواب ملا اے موسیٰ علیہ السلام میں ارحم الراحمین ہوں اور سینوں میں چھپے سب رازوں سے واقف ہوں یہ لوگ مستحق رحم نہیں ہیں کیونکہ یہ جسموں سے میری عبادت میں مصروف ہیں مگر دلوں میں دنیا کا میلان ہے۔ حضرت والد حضرت شاہ صوفی غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ کا شعر

دل نہ دے رنگ و بوئے دنیا کو
رنگ و بو کو سراب پاتا ہوں

کسی نے اچھی نصیحت کی: رباعی

ضائع نہ کر آغوش کے پالے دل کو
کرتے ہیں پسند درد والے دل کو
درکار اگر ہے زاد راہ عقبیٰ
سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھا لے دل کو

قول یحییٰ بن معاذؒ دل کے بارے میں

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ قلب ایک خالی حصہ ہے۔ جواہر الٰہیہ سے اسے بھرا جاتا ہے قدسی باغوں سے اسے گھیرا جاتا ہے اس کے نیچے سے لہریں آر پار ہوتی ہیں اللہ پاک ہر لحظہ اس پر رحمت کی نگاہ فرماتے ہیں اور اس کے اور اپنے درمیان حائل ہونے والی چیزوں کو دور فرماتے ہیں یاد رکھو یہ فضیلت اور مہربانی اس بندے کے لئے ہے جو اللہ سے کئے ہوئے عہد و وعدہ کو پورا کرتا ہے

ارشاد ایک عارف کا

کسی عارف سے پوچھا گیا کہ بندہ اپنے کھوئے ہوئے قلب کو کب حاصل کرتا ہے۔ اس نے کہا جب قلب میں حق کا نزول ہوتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حق کا نزول کب ہوتا ہے اس نے کہا غیرِ حق جب اس میں سے نکل جائے۔

اہل معرفت کے دل

اہل معرفت کے قلوب روئے زمین پر اللہ پاک کے خزانے ہیں جن میں اس کے علم کے انوار، اس کی معرفت کی نشانیاں، اس کی محبت کے حقائق، اور اس کی حکمت کے لطائف و اسرار ودیعت کئے گئے ہیں۔ اللہ کا لطف و فضل جس بندے کو عطا ہو جائے وہی ان قیمتی ذخائر سے حصہ پا سکتا ہے۔

دوسری طرف عارف کو بھی چاہیے کہ وہ اس مرتبہ و مقام کی حفاظت کے لئے صلاح و فساد کے درمیان تمیز رکھے جمیع اُمور میں ابلیس کے کید سے چوکنا رہے اور خدا سے حفاظت کی التجا کرے اور خاص طور سے قلب میں اغیار کا داخلہ بند رکھے۔

غافل اور کاہل دل کو خطرہ

اعمال اور قلوب میں بڑا فرق ہے جتنی لطافت و نزاکت قلوب کی ہے اعمال کی نہیں اعمال کا بگاڑ اس درجہ خطرناک نہیں۔ جس درجہ قلب کا بگاڑ ہے سب سے زیادہ کمزور، ناقص اور محروم شخص وہ ہے جو قلب کی تطہیر اور پاکیزگی میں کاہل بنا رہا۔

اسحٰق بن ابراہیمؒ ذکر الٰہی میں رہتے اور دل کو یادحق میں مشغولیت کی اہمیت کے لئے کہا کرتے کہ اگر تیرا دل اللہ کی طرف ذرّے کی مقدار بھی متوجہ رہے تو تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

بکر بن عبداللہؒ فرماتے ہیں قلب منیب والا شخص اپنے جسم کے ساتھ زمین پر چلتا ہے لیکن اس کے قلب کی لو اللہ سے لگی رہتی ہے ان سے پوچھا گیا کہ قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ قلب جو علائق دنیا سے خالی اور حب مولیٰ سے پُر ہو، آزمائشوں پر شکوہ نہ کرے، اور تقویٰ کے درجہ سے تنزل نہ کرے اور فرمایا کہ جو بندہ یہ نہ سمجھتا ہو کہ کونین کی کارپرداز و کارساز ہستی صرف خدا کی ہے اس کا قلب جاری نہیں بلکہ مقفل ہے۔

دل کو اغیار سے خالی کرو!

حکایت ہے کہ ایک شخص مسجد کے اندر گھوم رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا ڈھونڈ رہے ہو، اس نے جواب دیا کہ خالی جگہ دیکھ رہا ہوں، جہاں نماز پڑھ سکوں، اس سے کہا گیا کہ اپنے قلب کو اغیار سے خالی کرو اور جس جگہ چاہو نماز پڑھ لو، یاد رکھو! قلب میں جس قدر متعلق باللہ ہوتا ہے اس قدر اس کو قرب ملتا ہے۔ اللہ پاک بندے کے قلب کو غیر سے متعلق دیکھتے ہیں تو اس کو اپناتے نہیں بلکہ غیر ہی کے حوالے کردیتے ہیں۔

حقیقتاً آباد دل کون؟

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ اگر قلب کو دنیا کے درمیان میں رکھو تو بجھ

جاتا ہے اور اگر عقبیٰ کے درمیان رکھو تو کھلا جاتا ہے اور اگر مولیٰ کے درمیان میں رکھو تو کھل اُٹھتا ہے۔ کہا گیا کہ دنیا بُری وخراب ہے لیکن وہ قلب اس سے ابتر وخراب ہے جو دنیا کو چاہنے والا ہے۔ آخرت آباد وخوشگوار رہے لیکن وہ قلب اس سے زیادہ آباد وخوشگوار رہے جو اس کا چاہنے والا ہے۔ کہا گیا کہ جو بندہ نفس کو ویران بناتا ہے وہ ''قلب'' کو آباد کرتا ہے۔

اہل قلب کون؟

حضرت واحدؒ سے پوچھا گیا کہ اہل قلب کون ہیں؟ آپ خاموش رہے۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ بولتے نہیں؟ فرمایا کہ میرا قلب، گفتگو میں مصروف ومشغول ہے۔ پوچھا گیا کہ کس کے ساتھ؟ فرمایا مقلب القلوب کے ساتھ۔

غذائے دل

زبان کی غذا عمدہ ذائقہ، کان کی غذا عمدہ آواز، آنکھوں کی غذا حسین مناظر اور دل کی غذا محبت ہے۔ اگر غذا ناقص ہوگی تو صحت خراب ہوجائے گی۔ یاد رہے دنیا کے تمام محبوب ناقص ہیں، فانی ہیں۔ جو شخص اپنے دل کو ناقص وفانی محبوبوں کی محبت کی ناقص غذا دے گا اس کا دل کمزور، بے کیف، زوال پذیر ہوگا۔ اس لئے اولیاء اللہ اور اہل دل بزرگ اپنے دل کو محبوب کامل سے جوڑ لیتے ہیں تو دل کو کامل غذا ملے گی اور دل کی انتہائی صحت مند اور عالم کیف وسرور معمور رہے گا۔

وہ اللہ جو ساری کائنات کی لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے۔ سارے جہاں کے حسن پیدا کرنے والا پروردگار کیسا کچھ حسن و جمال کا مالک اور پُر نور ہوگا۔ جب وہ مولائے کائنات دل میں آجائے تو ساری دنیا نگاہوں سے گر جائے گی بادشاہوں کے تخت و تاج نیلام ہوتے نظر آئیں گے۔ پس وہ اللہ جب اپنی تجلّیات خاصہ کے ساتھ اس دل میں آجائیں گے تو ساری دنیا سے استغناء پیدا ہو جائے گا۔ جو لوگ مرنے والوں پر مرتے ہیں ان کو اہل دل نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کے دل مٹی پر مٹی ہو کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اہل دل ان کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو دل دیتے ہیں جس نے دل کو بنایا جن کے دل اللہ پر فدا ہو گئے وہ اہل دل ہیں۔ (از کتاب حکیم اختر مدظلہ)

حضرت ابو عبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ من اراد ان یکون حیافی حیواته لایسکن الطمع فی قلبه

جو شخص اپنی زندگی کو سکون قلب کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ دل میں طمع کو جگہ نہ دے۔ حریص آدمی دنیا میں مردہ حال ہوتا ہے۔

آپ نے ایک اور ارشاد میں فرمایا خلق اللہ القلوب مساکن الذکر فصارت مساکن الشهوات من القلوب الاخوف مزعج اوشوق مغلق۔ یعنی اللہ رب العزت نے دلوں کو ذکر الٰہی کا مقام بنایا ہے پھر جب وہ نفس کی پیروی کرتے ہیں تو خواہشات کی جگہ بن جاتے ہیں۔ شہوتوں سے دلوں کی پاکیزگی یا تو بے قرار کرنے والے خوف سے ہوتی ہے یا

بے آرام کرنے والے شوق سے۔ معلوم ہوا کہ خوف اور شوق ایمان کے دو ستون ہیں جب دل ایمان کا مسکن ہے نہ طماع ہوسکتا ہے نہ خواہشات کا غلام کیونکہ طمع وشہوت سے دل پریشان رہتے ہیں اس لئے قلوب میں ذکر وقناعت ہونا چاہئے۔

چند آیات الٰہیہ متعلقہ بہ بدل

(۱) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ. اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذَالِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ لَهُمْ مَايَشَآؤُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْد.

(۲) اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اُلْقِيَ السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (ق)

(۳) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (کہف)

(۴) يَوْمَ لَايَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُوْنَ اِلَّامَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (شعراء)

(۵) وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا۔ (احزاب)

ترجمہ:-

(۱) جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس

کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر رجوع کرنے والے پابندی کرنے والے سے جو خدائے رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع ہونے والا دل لے کر آیا اس جنّت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے اس میں ان کو جو چاہیں گے ملے گا اور ہمارے پاس بھی بہت کچھ زیادہ ہے۔

(۲) جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر۔ اس میں ضرور عبرت ونصیحت ہے۔

(۳) اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خواہش کے اور اسکا کام ہے حد پر نہ رہنا۔

(۴) جس دن کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر دل محفوظ۔

(۵) اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا۔

فائدے:-

یعنی جنت ان سے دور نہ ہوگی اس کی تروتازگی اور بناؤ سنگھار دیکھیں گے یعنی جنھوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو اس کی طرف رجوع ہوئے اور بغیر دیکھے اس کے قہر وجلال سے ڈرے اور ایک پاک وصاف رجوع ہونے والا دل لے کر حاضر ہوئے اس جنّت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا وقت آ گیا ہے سلامت وعافیت کے ساتھ اس میں داخل ہوں۔ فرشتے ان کو سلام کریں اور ان کے پروردگار کا سلام پہنچائیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اس دن جس کو جو کچھ ملا ہمیشہ کے لئے ہے اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا یعنی جو چاہیں گے وہ ملے گا اس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو ان کے خیال میں بھی نہیں۔ مثلاً دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور ممکن ہے ولدینا مزید سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہے۔ جنّتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائے گا اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آئے گی نہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ ہے پس اتنی بے شمار و بے حساب عطایا کو مستبعد نہ سمجھو۔ عبرتناک واقعات میں غور و فکر کر کے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کے سینے میں سمجھنے والا دل ہو از خود ایک بات کو سمجھ لیں یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل حاضر کر کے کان دھریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو تو دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہوشیار ہو جائے۔ جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں۔ (ق)

یعنی جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش میں مشغول رہتے ہیں اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے ایسے بدمست کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولت مند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض صنادید قریش نے آپ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیجئے تا کہ سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ ممکن ہو آپ کے قلب میں یہ خیال گزرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے وہ تو پکّے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہوں گے۔ یہ دولت مند اس صورت میں اسلام قبول کر لیں گے اس پر

یہ آیت اتری کہ آپ ہرگز متکبرین کا کہنا نہ مانئے کیونکہ یہ بے ہودہ خواہش ہی ظاہر کرتی ہے کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں۔ پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظرانداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں معاذاللہ پیغمبر کی طرف سے نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے۔ جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جو ان متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں متصور کیا جاسکتا ہے۔ (کہف)

یعنی جو دل بے روگ ہوگا وہی کام کا ہوگا اور جو کفر و نفاق سے پاک ہوگا اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی دل کام دے گا۔ بھلا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی وہاں کام دے گا۔ ترک مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے تو ممکن نہیں یہاں کے صدقہ و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر و پلیدی سے پاک ہو۔ (شعراء)

اس قوت مدرکہ کو جو دل سے خاص مناسبت اور خصوصی تعلق رکھتی ہے وہ تمام اعضاء انسانی سے کام لیتی ہے مگر دل کے واسطے سے یہ قلب انسانی اور لطیفہ ربانی اپنے مملکت بدنیہ میں بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے بدن اس کا مستقر و مملکت ہے اور اعضاء و جوارح کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے شاہی عملہ کی ہوتی ہے۔ عقل کو وزیر و مشیر کا درجہ حاصل ہے اور قوت غضب اور غصّہ کا وصف کوتوال شہر اور باڈی گارڈ کی طرح ہے۔ مگر شہوت اس کا ایک بُری عادتوں والا

ملازم ہے وہ اس وزیر کی رائے کے خلاف کرتی ہے اور تدبیر عقل سے انحراف کرتی ہے بظاہر شہوت خیر خواہ نظر آتی ہے اس کے ذمہ میں اہلیان سلطنت کے لئے غذا کا انتظام رہتا ہے مگر وہ دھوکہ اور فریب میں گرفتار کردیتی ہے۔ بادشاہ کا کام یہ ہے کہ وہ وزیر کی تدبیر پر عمل کرے اور دھوکہ باز غلام سے دور رہے۔ باڈی گارڈ کی تادیب کرے اور غلام پر بھی نظر رکھے اور اس طریق پر رہے کہ غضب کے محافظ کے ذریعہ شہوت کے غلام پر ضرب لگائے اور کبھی غضب کے غصہ کو کم کرنے کے لئے شہوت کے ذریعہ مدد چاہتا رہے۔ تو اس کے قویٰ اعتدال پر رہیں گے۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

بدن ایک شہر ہے عقل اس کی حاکم ہے ظاہری اور باطنی حواس اس کے معاون و مددگار سپاہی ہیں۔ اعضاء انسانی رعایا ہیں نفس امارہ بالخصوص شہوت و غضب حکومت چھین لینے اور رعایا کو سلا دینے یا مغلوب کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں بدن محاذ جنگ کی طرح ہے اس میں اگر مذکورہ حاکم کو غلبہ ملا اور دشمن مغلوب ہوا تو کامیاب اور قابل خراج تحسین ہے اگر دشمنوں کا غلبہ ہو گیا تو حاکم کو اور اس کے ذمہ دار کو اپنی غفلت کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ ایک تعبیر یہ بھی ہے۔

عقل، شکار کے ارادے سے نکلنے والا ایک سوار ہے شہوت اس کا گھوڑا ہے غضب اس کا کتا ہے اگر وہ سوار ماہر گھوڑا سدھا ہوا، کتا تعلیم دیا ہوا ہو تو شکاری کامیاب ہوگا اگر شکاری شکار کے طریق سے ناواقف، گھوڑا سرکش اور کتا دیوانہ ہو تو جو بھی حشر ہو ظاہر ہے۔ ناواقفیت جہالت ہے سرکشی غلبہ شہوت اور دیوانہ کتا غلبہ غضب کے مشابہہ ہے۔

قلب کے لشکر

دل کے دو لشکر ایک وہ جو ظاہری آنکھ سے دکھائی دیتا ہے۔

دوسرا وہ ہے جو عقل کی آنکھ سے نظر آ سکتا ہے عقلی آنکھ محسوس کرتی ہے۔ ظاہر میں نظر آنے والا لشکر جو ہے اس میں آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور اعضاء وجوارح شامل ہیں۔

قلب کے خادم

قلب کے خادم کئی طرح کے ہیں بعض وہ ہیں جو فائدے کے حصول کے لئے مصروف خدمت رہتے ہیں جیسے بھوک، شہوت وغیرہ اور بعض وہ ہیں جو دفع ضرر اور نقصان سے بچانے کے لئے مشغول خدمت ہیں۔ جیسے غصہ اس قسم کے خادم کو ارادہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اعوان وخدام کون ہیں۔ ادراک کرنے والی قوتیں ہیں۔ جن کا مسکن دماغ ہے ظاہری اعضاء میں رہنے والی قوتیں سمع، بصر، شم، ذوق اور لمس ہیں اور دماغ کو مسکن بنا کر رگوں میں سکونت پذیر رہنے والی قوتیں جن کو آدمی آنکھ سے نہیں عقل سے دیکھتا ہے۔

کسی چیز کی تصویر اپنے دل میں پاتا ہے۔ اسے خیال کہتے ہیں پھر یہ صورت کسی چیز کے یاد رکھنے سے اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اسے حافظہ کہتے ہیں پھر جو چیز حافظہ میں رہ جائے اور اس میں غور کر کے بعض کو بعض سے ملائے اور جو بھول جائے اُسے یاد کرے اور بھولی ہوئی صورت دوبارہ یاد آ جائے اور تمام معانی محسوسات کو حس مشترک اپنے خیال میں جمع کر لے اور اسے ذکر، فکر اور حس مشترک کہتے ہیں۔

روایتِ نعمان

عن نعمان بن بشیر بقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول الا وان فی الجسد مضغة اذاصلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ، الاوهی القلب (بخاری)

کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد مسلمین انصار میں یہ سب سے پہلے بچے ہیں جو تولد ہوئے یہ اوران کے والد دونوں صحابی ہیں اور کوفے میں رہتے تھے اور شام کے ایک شہر (جس کا نام حمص ہے) کے گورنر بنائے گئے اور جس وقت یہ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی اور بالغ ہونے کے بعد منبر پر بیان کی جس کو صحابہ نے قبول کیا۔

اذا صلحت ای تنورت بالایمان والعرفان والایقان یعنی جب قلب منور ہوجائے نور ایمان نور عرفان اور نور ایقان سے۔ صلح الجسد ای اعضاؤه (کله) بالاعمال ولاخلاق والاحوال یعنی جسم کے اعضاء سے اعمال صالحہ ، اخلاق حمیدہ اور احوال جمیلہ ظاہر ہونگے واذافسدت ای اذا تلفت واظلمت بالجحود والشک والکفران یعنی جب قلب برباد ہوجائے ظلمتوں سے بسبب جحود اور شک اور کفر کے أفسد الجسد کله ای بالفجور والعصیان فعلی المکلف انْ یقبل علی القلب ویمنعه عن الانهماک فی الشهوات ولایستعمل جوارحه باکتساب المحرمات۔

یعنی جسم فاسد ہوگا نافرمانی سے اور گناہوں سے پس مکلّف پر یعنی ہر شخص پر واجب ہے کہ قلب کی نگرانی رکھے اور اس کو روک کر رکھے۔

خواہشات

لان القلب فهو كالملک والاعضاء كالرعية

اس لئے کہ قلب مثل بادشاہ کہ ہے اور اعضاء اس کے رعایا

ملاعلی قاریؒ شرح مشکوۃ فرماتے ہیں فاهم الامور مراعاته یعنی قلب کی اصلاح ونگرانی نہایت اہم ہے۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اتفق العلماء على عظم موقع هذ الحديث و كثرة فوائده فانه احد الاحاديث اللّتى هى مدار الاسلام قيل هى ثلاث حديث

(۱) انما الاعمال بالنيات

(۲) من حسن اسلام المراء تركه ، مالا يعنيه وهذالحديث

علماء کا اجماع ہے کہ یہ مضغہ والی حدیث عظیم الشان ہے اور کثیر الفوائد ہے جو اوپر گذری، دوسری وہ جس میں اعمال کا دار ومدار نیتوں پر بتایا گیا اور تیسری لایعنی اور فضول باتوں کے ترک کرنے کو حُسن اسلام بتایا گیا۔ یہ حدیث بصورت روایت نعمان پیش کی گئی ہے۔ ان تین احادیث میں سے ایک جن پر اسلام کا دار ومدار ہے۔ (مستفاد از کتاب حکیم اختر صاحب مدظلہ)

خصوصیات قلب

انسانی دل کے ساتھ دو چیزیں خاص ہیں ایک علم دوسرے ارادہ۔ علم سے مراد دنیوی اور اُخروی اُمور اور عقلی حقائق کا علم ہے ان میں حیوانات، انسانوں کے ساتھ شریک نہیں۔

ارادہ سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی انسان کسی امر کے انجام پر نظر ڈالتا ہے اور اس میں بہتری نظر آتی ہے تو اس میں اس کے حصول کا شوق اور حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور عقل انسانی اس کی افادیت سمجھاتی ہے تو ارادہ کرتا ہے یا عقل انسانی کسی چیز کی مضرت سمجھاتی ہے تو مضر سمجھ کر روکنے کا ارادہ کرتا ہے۔

قلب کی قسمیں

مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت منقول ہے جس میں دل کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

فرمایا:-القلوب اربعة قلب اجرد فيه سراج يزهر ذالك قلب المومن. وقلب اسود منكوس فذالك قلب الكافر. وقلب اغلف مربوط علىٰ غلافه فذالك قلب المنافق وقلب مصفح فيه ايمان و نفاق فمثل الايمان فيه كمثل البقلة يمدها الماء الطيب ومثل النفاق فيه كمثل القرحة يمدها القبيح والصديد فاى المادة غلبت عليه حكم بها۔

دل چار طرح کے ہیں ایک وہ ہے جو صاف ہو اور اس دل میں چراغ روشن رہتا ہے یہ مومن کا دل ہے ایک دل سیاہ اور اُلٹا ہوا ہوتا ہے یہ کافر کا دل ہے ایک دل غلاف میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اس غلاف کا منہ بندھا ہوا ہوتا ہے یہ منافق کا دل ہے۔ ایک دل وہ ہے جس میں ایمان ونفاق دونوں ہوں ایسے دل میں ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سبزہ کے اسے پاک پانی سے نشو ونما ملتی ہے اور نفاق کی مثال ایسی ہے جیسے زخم کہ اسے پیپ اور گندہ مواد بڑھاتا ہے اب جو مادہ بھی غالب آ جائے دل پر اِسی کا حکم لگے گا۔

ایک حدیث میں ایک شاندار دل کی تفصیل سمجھائی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت ابن ماجہ کتاب میں ذکر کی گئی ہے۔

قيل يا رسول الله من خير الناس فقال كل مومن مخموم القلب فقيل ومامخموم القلب فقال هو التقى النقى الذى لاغش فيه ولابغى ولا غدر ولاغل ولا حسد (ابن ماجہ)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بہترین آدمی کون ہے؟ فرمایا ہر وہ مومن جو مخموم القلب ہو عرض کیا گیا مخموم القلب کسے کہتے ہیں۔ فرمایا ایسا متقی اور صاف ستھرا ہو کہ نہ اس میں کھوٹے پن کا میل ہو نہ سرکشی ہو نہ خیانت، فریب اور حسد ہو۔

دل محل علم ہے تمام اعضاء وحواس اس لطیفہ کے خدمت گذار ہیں۔ اشیاء اور معلومات کی حقیقتوں کے تعلق سے دل کی مثال آئینہ کی سی ہے۔ آئینہ میں ہر صورت کا عکس اُبھر آتا ہے اسی طرح اشیاء کی حقیقت آئینہ قلب پر نمایاں ہوتی

ہے۔ آئینہ، عکس اور نقش ہونا الگ الگ چیزیں ہیں اسی طرح دل، حقائق اشیاء اور نفس حقائق کا دل میں آنا یہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ اشیاء کی صورتوں کا آئینہ دل میں منعکس ہونے کا نام ہے۔

جب اس دل پر محنت کی جاتی ہے اولیاء کرام رحمھم اللہ کی بتائی ہوئی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں قلب تصفیہ کیا جاتا ہے صفاء قلب کے لئے مجاہدات کئے جاتے ہیں بالخصوص سلوک کے مرتبہ دوم کے ادراکات طاقتور ہوتے ہیں توحید فعلی کا عقیدہ مستحکم ہوتا ہے اور اللہ کی فاعلیت کھلنے لگتی ہے اور شرک افعالی دور ہونے لگتا ہے اور اس مرتبہ کے افعال و اعمال اختیار کئے جاتے ہیں اور دعاء، توبہ، توکل صبر و شکر اور ان جیسے اوصاف کے حصول کے لئے مجاہدہ کیا جاتا ہے۔ دل کے آئینہ پر حقائق کا انعکاس ہونے لگتا ہے۔

عام طور پر آئینہ میں اشیاء کی شکلیں اُبھرتی ہیں۔ لیکن بعض مرتبہ اس علم سے محرومی رہتی ہے اور بعض اُمور و حالات ایسے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آئینہ دل میں حقیقتیں نظر نہیں آتیں ان حاجب اسباب میں چند خصوصی وجوہات یہ ہیں۔

(۱) آئینہ لوہے کا ہو اس کے جوہر میں نقص ہو یا اس کی شکل صحیح نہ ہو گویا آئینہ ہی اچھا نہیں۔

(۲) کسی وجہ سے آئینہ میں کدورت آ گئی ہو یا زنگ لگ گیا ہو اور اس کی تاب ختم ہو گئی ہو۔

(۳) وہ چیزیں جس کا آئینہ میں عکس پڑے آئینہ کے حدود سے دور ہو مثلاً وہ

آئینہ کے پیچھے ہو۔

(۴) آئینہ اور صورت شئ کے درمیان کوئی حجاب ہو۔

(۵) جس چیز کی صورت آئینہ میں دیکھنی ہے اس کی جہت معلوم نہ ہو کہ کس سمت اور کس ڈھنگ سے آئینہ کو رکھا جائے۔

یہی حال قلب کا ہے

(۱) خود قلب ناقص ہو جیسے بچے کا قلب کہ معلومات پورے منکشف ہونے کی صلاحیت نہیں۔

(۲) معاصی اور گناہوں کی کدورتوں اور شہوت کی خباثتوں سے آلودہ ہو اور آب وتاب ختم ہو۔

(۳) دل حقیقت مطلوبہ کی جہت سے منحرف ہو مثلاً اس کی ساری سمتیں اسباب معاش اور حصول مال اور جمع وسائل میں مشغول ہے۔ غور وفکر، مراقبہ، مشاہدہ، اعمال وطاقت کا خوگر نہیں، طالب حق نہیں، تو ایسے دل میں جلوہ حق ظاہر نہیں ہوتا۔

(۴) چوتھا سبب حجاب ہے پردہ ہے۔ انکشاف حقیقت میں مانع ہے تقلیدی اعتقادات ہیں۔ مگر مذہبی عصبیت چھوڑ کر امر حق میں مشغول ہو کر، آباء واجداد کی نامعقول اور جہالت میں پڑی رسموں کی وجہ ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور عناد جیسی صفات ذمیمہ کی وجہ سے مخالف اعتقادات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں تو یہ چیزیں ادراک حق کے لئے مانع اور حجاب بن جاتی ہیں۔

(۵) پانچواں وہ جہت ہی معلوم نہ ہو جہاں مطلوب حاصل کر سکتا ہے۔

مناسب معلومات کے علم کے بغیر کسی مجہول کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ پھران مناسب معلومات کا صرف علم ہونا ہی کافی نہیں بلکہ انہیں خاص ترتیب پر رکھنا ضروری ہے جیسے بچہ، نراور مادہ کے ملاپ سے علم اور خاص ترتیب ضروری ہے دوسرے جانوروں کے ذریعہ خاص مطلوب حاصل نہیں ہوسکتا۔

ایک شخص آئینہ میں اپنی گدی دیکھنا چاہتا ہے لیکن اس نے آئینہ چہرے کے سامنے رکھا ہے۔ اسی طرح آئینہ اگر گدی کے پیچھے کرلیا تب بھی گدی نظر نہ آتی بلکہ آئینہ ہی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ گدی دیکھنے کے لئے ایک اور آئینہ کی ضرورت ہے کہ دوسرا آئینہ بھی اس میں نظر آئے کیونکہ ایسی صورت میں اس گدی کا عکس پہلے آئینہ پر پھر اس آئینہ کا عکس دوسرے آئینہ پر نظر آئے گا۔

اسی طرح علم کے لئے تجلیات کے انعکاس کے لئے حقائق اشیاء کے لئے اور حصول علم و معرفت کے لئے بہت سارے مجاہدات و ترتیب و تراکیب ہیں جن کو ہم اولیاء کاملین کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اولیاء نے بتایا کہ دنیا کی رنگینیوں پر فریفتہ نہ ہوں۔ اگر تم رومیوں کی اس صفت کو اختیار کر کے دل کو مانجھ لیں تو دل میں چمک آئے گی۔ یہ دل اللہ نے بڑی عجیب چیز بنائی ہے۔ باہر کی چیزیں اندر لے آئے تو آدمی کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور باہر چمن کھلے رہیں دل اندر سے خالی تو نہ اس کو نجات ہے نہ نفع۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

مولانا رومی نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور

چینیوں میں باہم لڑائی ہوگئی رومیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم بڑے صناع اور دستکار ہیں اور بہترین صنعتیں بناتے ہیں۔ بلڈنگ ہو، کپڑا ہو، سامان ہو، برتن ہو، غرض ہر سامان بہتر بناتے ہیں۔

چینیوں نے کہا ہم زیادہ ماہر ہیں۔ دونوں میں لڑائی اور جھڑپ اور مبارزت ہونے لگی۔ وہ بات اتنی بڑھی کہ مقدمہ بادشاہِ وقت کے پاس تک پہنچا۔ بادشاہ نے تفصیل پوچھی ہر ایک نے اپنی بات بتلائی۔ اچھا ہر ایک اپنے فن وصنعت کے ماہر ہونے کا دعویدار ہے۔

کہا کہ صرف دعوے سے کام نہیں چلتا۔ ہر ایک اپنی اپنی صنعت بنا کر دکھلائے ہم مقابلہ کر کے سمجھیں گے کہ زیادہ ماہر اور کامیاب کون ہیں۔

بادشاہ نے ایک بہت بڑا ہال بنوایا۔ بیچ میں پارٹیشن کر کے ایک دیوار کھڑی کر لی اور رومیوں سے کہا کہ آدھے مکان میں تم اپنی صنعت دکھاؤ اور چینیوں سے کہا آدھے مکان میں تم اپنا کام دکھلاؤ۔ جس کا کام اعلیٰ ہوگا اسے ڈگری دیں گے اور اسے پاس کریں گے چنانچہ مکان میں ایک طرف رومیوں نے اپنی دستکاری دکھلانی شروع کی اور ایک طرف چینیوں نے۔

چینیوں نے یہ کیا کہ دیوار کے اوپر پلاسٹر کر کے رنگ برنگ کے پھول بوٹے بیلیں وغیرہ ایسی بنائیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ باغ وبہار ہے ساری دنیا کے چمن، گلشن اس دیوار کے اندر آ گئے ہیں۔

رومیوں نے یہ کیا کہ ایک پھول نہیں بنایا۔ ایک بوٹا نہیں بنایا۔ صرف دیوار پر پلاسٹر کر کے اس کو صقیل کرنا شروع کیا اور اسے مانجھنا شروع کیا مانجھتے

مانجھتے اتنا چمکا دیا کہ دیوار بالکل آئینہ بن گئی۔

جب دونوں پنے کام سے فارغ ہوئے بادشاہ کو اطلاع دی وہ آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ بیچ کی دیوار کو ہٹا دیا جائے دیوار کا ہٹانا تھا کہ چینیوں نے جتنے پھول بوٹے بنائے تھے وہ سب کے سب ادھر نظر آنے لگے کیونکہ دیواریں تو صیقل ہو چکی تھیں اب بادشاہ حیران کہ جو پھول پتے ادھر بنے ہوئے ہیں ادھر بھی ہیں جو رنگ ادھر لگے ہوئے تھے ادھر بھی ہیں جو پھولوں میں چمک تھی ادھر بھی نظر آنے لگی۔ بادشاہ نے کہا کہ رومیوں کی صنعت بڑھ گئی کہ اپنی صنعت بھی دکھلائی اور چینیوں کی صنعت بھی چھین لی۔ یہ دوگنی صنعت ہے رومی کامیاب ہیں۔

مولانا رومؒ نے کہا تو بھی رومی صنعت کو اختیار کر اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے دل کو مانجھ کر صیقل کر کے آئینہ بنا لے دنیا کے سارے نقش و نگار تجھے گھر کے اندر بیٹھے ہوئے دل میں نظر آئیں گے۔

آئینہ دل

صحبتے با اہل دل میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے ایک بزرگ کی ایک بات لکھی۔

ایک برہمن حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بڑی ریاضتیں اور نفس کشی کر چکا تھا اور اس میں کشفی قوت پیدا ہو گئی تھی ایک دن اس نے حضرت کو تنہا پا کر عرض کیا وہ ایک بات کہنا چاہتا ہوں مگر کہنے کی ہمّت نہیں ہوتی، حضرت نے کہا بے تکلّف کہو، اس نے کہا کہ آپ کا جسم نورانی نظر

آتا ہے مگر قلب بالکل سیاہ ہے، حضرت نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، ذرا تو یہ بتاؤ کہ تم کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوا؟ ہمیشہ نفس کے خلاف کرنے سے، نفس نے جس چیز کا تقاضا کیا، میں نے اس کے خلاف ہی کیا، فرمایا مسلمان ہونے کی طبعیت چاہتی ہے؟ کہا نہیں؟ فرمایا، پھر تو طبعیت کے لئے بہت ہی ناگوار چیز ہے اور اپنے قاعدے کے موافق نفس کی مخالفت کرو اور اسلام لے آؤ، اس نے کہا کہ جب میں اپنے گرو کی خدمت میں تھا وہ کبھی کبھی کہتا تھا کہ مجھے تیرے جسم سے اسلام کی بو آتی ہے، اس نے کلمہ پڑھا، حضرت نے فرمایا، اب تو ذرا دیکھو، اس نے کہا حضور اب تو آپ سرتاپا نورانی نظر آتے ہیں، فرمایا یہ تم اپنے کو دیکھتے تھے اصل میں شیخ کامل آئینہ ہے اور ہر شخص اس میں اپنی صورت دیکھتا ہے، آئینہ جتنا صاف ہوگا، عکس اس میں صاف آئے گا۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اللہ نے انسان کے دل میں دو دروازے رکھے ہیں ایک دروازہ کھلتا ہے تو اسے عرشی چیزیں نظر آتی ہیں اور ایک دروازہ کھلتا ہے تو اسے فرش کی چیزیں نظر آتی ہیں۔

آنکھ، ناک، کان کے راستے سے جب دیکھے گا تو ظاہری چمک دمک بیل بوٹے سب نظر آئیں گے اور اگر ان کو بند کر کے دل کے دروازے کھولے تو عرش، علوم، کمالات اُترنے شروع ہوں گے تو دل کے اندر دونوں راستے ہیں۔

دل میں دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اعلیٰ صلاحیت یہ ہے کہ آدمی

اوپر کی چیز کو جذب کرے علم خداوندی کو کمالات کی معرفت خداوندی کو اخلاق ربّانی کو اور ملائکہ کی صفات کو جذب کرے صحیح معنوں میں کامل انسان بنے۔

۱۹۷۸ء کی بات ہے حضرت والد ماجدؒ مسجد کوثر نیو ٹاؤن محبوب نگر تشریف لائے تھے۔ تاریخ اور مہینہ بھی اچھی طرح یاد ہے ۱۰ر ستمبر، اتوار کو بعد فجر حضرت نے بعنوان ''دل'' چند ضروری باتیں بیان فرمائیں اور خاص طور پر وہ حدیث بھی پیش فرمائی جس میں دل کا مقام اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ بے شک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ اچھا رہتا ہے تو تمام جسم اچھا رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو وہ دل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہماری زندگی کا بننا اور بگاڑ اسی دل پر ہے اسی دل سے سارے اعضاء و جوارح مربوط ہیں سر کے بالوں کو خون اسی سے پہنچ رہا ہے۔ پیر کے ناخن تک خون اسی دل سے پہنچ رہا ہے۔ اور ناخن کی حیات کا ذریعہ بن رہا ہے۔ دماغ کی حیات اسی دل کی حرکت سے ہے ہاتھوں اور پیروں کو اسی دل سے حرکت، قوت مل رہی ہے۔ آنکھوں کو روشنی اسی دل سے، کانوں میں آواز اسی دل کے سبب، زبان میں کلام کا یہی مخزن ہے۔ جسم کا ذرہ ذرہ اسی دل کی حرکت سے زندہ ہے۔ دل خاموش ہو جائے تو پورا جسم خاموش ہو جاتا ہے بلکہ موت اسی کا نام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک جس طرح ظاہری حالت سے متعلق ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ باطنی حالت سے متعلق ہے۔

یہی دل ایمان و یقین کا معدن ہے اللہ کی محبت کا مخزن ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا منبع ہے۔ دل اچھا ہے تو اس میں ایمان و یقین بھی ہے اور توحید و استقامت بھی، محبت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور دل اچھا ہے تو صوم و صلوٰۃ حج و زکوۃ سب آسان ہیں۔

دل اچھا ہو تو گناہوں کا ارتکاب مشکل ہو جاتا ہے اور ہر نیک کام آسان ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، تجارت وزارعت، کاروبار، ملازمت غرض زندگی کا ہر شعبہ اچھا ہو جاتا ہے۔ اور جب دل خراب ہو جاتا ہے اس کا نتیجہ کفر و شرک ہے فسق و فجور ہے ہر قسم کی معصیت ہے۔ الغرض دل کی خرابی سے ہر معصیت کا ظہور ہوتا ہے اور دل کی بھلائی سے ہر خیر کا ظہور ہوتا ہے۔

قادری اور کمال اللّٰہی سلسلہ اور اس کی تعلیمات کی روشنی میں اسے راہِ طریقت کہا جاتا ہے منزلِ ملکوت سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس درجہ کو ملکوتی ہونے کی ضروری توجیہات ہماری دوسری کتاب اسرار و رموز الفاتحہ میں وایاک نستعین کی تفصیلات میں عرض کی گئی ہیں یہاں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

فعل کی حقیقت حرکت ہے اس حرکت کی دو نسبتیں ہیں ایک رب کی طرف ایک عبد کی طرف۔ ایک حق کی طرف دوسری خلق کی طرف۔ ایک اللہ کی طرف دوسری خلق اللہ کی طرف۔ اللہ کی طرف ہونے والی نسبت کو خلق فعل کہتے ہیں اور بندہ کی طرف ہونے والی نسبت کو کسب فعل کہتے ہیں۔

الوہیت و معبودیت کے تحت عبادت ہوتی ہے اور ربوبیت کے تحت استعانت ہوتی ہے یوں بھی کہہ سکتے ہیں جو معبود و رب ہے وہی لائق عبادت و استعانت ہے۔ خلق فعل کو سمجھانے کی ایک بہترین تعبیر یہ ہے کہ فعل کی حقیقت حرکت ہے اور صدورِ فعل کے لئے چار صفات ضروری ہیں (۱) حیات (۲) علم (۳) ارادہ (۴) قدرت۔ اور یہ بات سبھی جانتے ہیں یہ صفات اصلی اور ذاتی لحاظ سے صرف حق تعالیٰ میں ہیں۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ یعنی اللہ ہی تمہارے اور تمہارے اعمال کے خالق ہیں۔ استعانت کی ایک اہم تقسیم اس طرح ہے

(۱) استعانت باعتبار ربوبیت بلاواسطہ وہ اللہ سے مخصوص ہے غیر سے جائز نہیں۔

(۲) دوسری قسم استعانت باعتبار مربوب بالواسطہ جائز ہے۔

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

آپس میں مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری کے کام پر اور مدد نہ کرو گناہ اور ظلم وسرکشی پر۔

اثم ایسا گناہ ہے جو ایک شخص سے ہوتا ہے لیکن دوسرا شخص اس سے غیر متاثر رہتا ہے اور عدواں میں معنیٰ کے لحاظ سے دوسرا اس سے متاثر ہوتا ہے گناہ کسی قسم کا ہو جائز نہیں۔

استعانت کی تفصیل بڑی کتابوں میں پڑھیے۔

یہاں اتنی بات ہم نے اپنے بزرگوں سے سنی ہے کہ اگر فعل کی نسبت

اصالۃً کسی جماد کی طرف یا نبات کی طرف یا حیوان کی جانب یا انسان کی جانب یا مٹی، پانی، مٹی، ہوا کی جانب یا کسی اور غیر اللہ کی جانب کر رہے ہیں تو یہ درست نہیں اسے اس درجہ کا شرک اصغر کہا جائے گا یہ مانع درجات ہے۔

اگر اللہ ہی کی جانب خلق فعل کی نسبت کریں تو یہ درست ہوگا اسے توحید فی الافعال کہا جائے گا اور یہ باعثِ درجات ہے۔

اس مرحلہ پر اگر بندوں سے اگر کسب فعل کا انکار ہوگا تو وہ آدمی کو الحاد کی طرف لے جائے گا۔ اس لئے صاف سیدھا درس اولیاء یہ ہے اللہ خالق فعل ہے اور بندہ کاسب فعل ہے اس درجہ کا مجاہدہ یہ ہے کہ ماسویٰ اللہ کے رب ہونے کی نفی کی جائے اور اللہ ہی کے رب حقیقی ہونے کا اثبات کیا جائے۔ اس نفی اور اثبات کے عمل لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ سے توحید فی الافعال نصیب ہو جاتی ہے اور دعا، توبہ، توکل، صبر و شکر خصوصی حال بن کر مومن کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اور حسب ذیل استعانت کے طریقے قرآن و حدیث کی روشنی میں توحیدِ فعلی کا عنوان جلی بن جاتے ہیں استعانت بہ اعتبار صلوۃ۔

☆ اِسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔

☆ استعانت بہ اعتبار شکر

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی اگر تم اور شکر بجالاؤ گے تو اور اضافہ کروں گا۔

☆ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا تو

اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔

☆ استعانت بہ اعتبار دعا

☆ وَاِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ . فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیُوْمِنُوْ بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ.

یعنی اے پیغمبر! جب میرا بندہ میری نسبت تم سے دریافت کرے کہ کیونکر مجھ تک پہنچ سکتا ہے تو تم اسے بتلا دو کہ میں اس کے پاس ہوں وہ جب پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار سنتا ہوں اور اُسے قبول کرتا ہوں پس اگر وہ واقعی میری طلب رکھتے ہیں تو چاہئے کہ میری پکار کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ حصول مقصد میں کامیاب ہوں۔

اس طرح رضا بالقضاء ایک اہم نتیجہ بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ جس کو اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے بے حد پسند کرتے اور اُس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں۔

میرا دل ہے بڑا ایسا دو جگ میں کئیں سما تائیں
جگت سب اس میں مایا ہے، سو یا اور کس کو آتا ئیں

☆☆☆

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
اک میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

☆☆☆

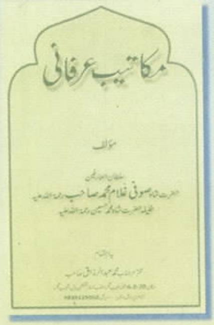
مکاتیب عرفانی
حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

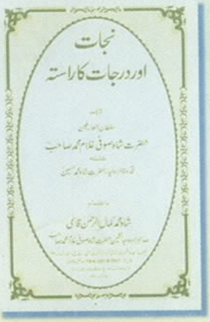
نجات
اور درجات کا راستہ
حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب

نغمائے نورانی

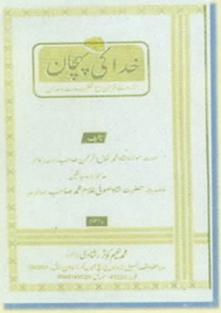
خدا کی پہچان

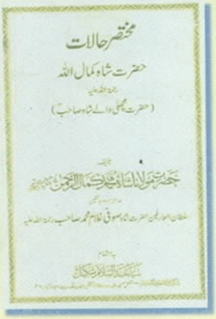
مختصر حالات
حضرت شاہ کمال اللہ
رحمۃ اللہ علیہ
(حضرت مچھلی والے شاہ صاحبؒ)

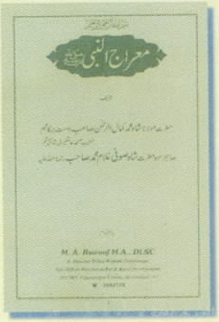
معراج النبی

کلامِ غلام

مجاہدہ؟

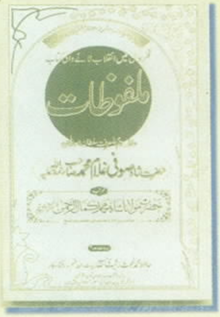
ملفوظات
حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب